

کراچی کا عثمانی فرقہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آنجل عجیب مادر پدر آزادی کا درد آگیا ہے۔ دین کے نام پر دین بیزاری کی منظم سازشوں کے جال پھیلانے جا رہے ہیں۔ ایک مجلس میں جانے کا اتفاق ہوا۔ اس مجلس میں ایک صاحب جن کی صورت شرعی، نہ سیرت، علماء اسلام پر برس رہے تھے کہ یہ مولوی فرقتے بناتے ہیں، فرقہ پرست ہیں، دین فروش ہیں اور یہود کے احبار اور ہیان کی طرح حرام خور ہیں، امامت اور دین کے کاموں کی تنخواہ لیتے ہیں جو بالکل حرام ہے۔ جو امام تنخواہ لے، اس کی اقتداء میں نماز بالکل نہیں ہوتی۔ یہ سب مولوی مشرک ہیں، دین سے خود دور ہیں، دوسروں کو دین سے دور کرتے ہیں۔ خدا کے نبی فرماتے تھے میری اجرت اللہ کے ذمے ہے۔ یہ تنخواہ لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری آیت کے بدلے تمہاری قیمت نہ لو۔ یہ نماز میں چند آیات پڑھ کر تنخواہ کی صورت میں ان آیات کی قیمت وصول کرتے ہیں۔ کچھ لوگ انکی ہاں میں ہاں ملا رہے تھے اور کچھ خاموش تھے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ یہود کے احبار اور ہیان جن کا آپ نے ذکر کیا ہے دو کیا کیا گناہ کرتے تھے؟ وہ جھٹ بولا ”وہ اپنی مرضی سے حلال حرام کے توڑے لگاتے تھے۔ غلط فتوے لکھ کر کہہ دیتے تھے ہذا من عند اللہ یہ اللہ کا حکم ہے۔ لوگوں کا مال ناحق کھاتے تھے“ جو بن کا کام کر کے تنخواہ لیتا ہے وہ دین فروش ہے، یہودی ہے، فرقہ پرست ہے۔ میں نے پوچھا آپ نے جو فتویٰ دیا ہے کہ امام کے لئے تنخواہ لیما حرام ہے ایسے امام کے پیچھے نماز

نہیں ہوتی، وہ دین فروش یہودی ہے یہ اقتضہ قرآن وحدیث یافتہ میں ہے یا آپ نے یہودی احبار و رہبان کی طرح خود ہی گھوڑ لیا ہے؟ یہ تو واضح ہے کہ احبار و رہبان کے ایکین تو آپ ہیں اور الزام طمآنے کرام پر لگا رہے ہیں۔ وہ آیت باحدیث پیش کر دے کہ بخواد وار لام کی اقتداء میں نماز نہیں ہوتی۔ وہ کہنے لگا: کیا انبیاء علیہم السلام نے نہیں فرمایا کہ ہمارا اجر اللہ پر ہے۔ میں نے کہا اگر کوئی ڈاکٹر کہہ دے کہ میں دوا کے پیسے نہیں لیتا اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ جو دوا کے پیسے لے وہ حرام لے رہا ہے؟ آپ یہ دکھائیں کہ کسی نبی نے یہ فرمایا ہو کہ جو امام بخواد لے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں؟ کہنے لگا یہ صاف طور پر تو کسی آیت باحدیث میں نہیں البتہ یہ ہے کہ میری آیات کو نہ بچو۔ میں نے پوچھا یہ آیت آپ نے کہاں سے پڑھی ہے؟ کہنے لگا قرآن پاک میں ہے۔ میں نے پوچھا وہ قرآن پاک آپ کچھ کہاں سے ملا؟ اس نے کہا: میں نے دکان سے خریدا تھا۔ میں نے کہا: اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو آیات کے پیچھے سے منع فرمایا تھا مگر ملک میں پورا قرآن پاک بیچا اور خریدنا جا رہا ہے کیا یہ اس آیت کے خلاف نہیں؟ اور اس خریدے ہوئے قرآن پاک پر تلاوت کیسے جائز ہے؟ کیا وہ تمام ادارے جو قرآن پاک کی نشر و اشاعت کر رہے ہیں اور قرآن پاک فروخت کرتے ہیں وہ سب دین فروش اور یہود کے احبار و رہبان ہیں؟ اور آپ ان سے خرید کر پڑھتے ہیں۔ اب وہ صاحب خاموش! میں نے پوچھا آپ کا شغل؟ فرمائیے لگے میں ایک کالج میں اسلامیات کا پروفیسر ہوں۔ میں نے کہا: آپ اسلامیات پڑھا کر بخواد تو نہیں لیتے؟ چپک کر بولا کیوں نہیں، بخواد تو لیتا ہوں۔ میں نے کہا پھر تو آپ خود ہی دین فروش نکلے۔ آپ کے فتویٰ کے مطابق تو آپ بھی احبار و رہبان ہیں اور دنیا بھر میں اسلامیات کے پروفیسر دین فروش ہیں۔ میں نے پوچھا جناب کی بخواد کتنی ہے؟ کہنے لگا صرف اٹھارہ ہزار روپے۔ میں نے کہا جو امام بخواد صرف ایک ہزار روپے بخواد لیتا ہے اس کو آپ دین فروش اور بڑا حرام خود کہتے ہیں تو اٹھارہ ہزار بخواد لینے والا تو یقیناً بڑا دین فروش اور حرام خور ہوگا۔ میں نے پوچھا کہ ہر

اسلامی حکومت میں اسلامی تحقیقاتی ادارے ہیں جن میں دینی تحقیقات پر کام ہوتا ہے۔ اور کام کرنے والے ہزاروں روپے بخواد حکومت سے وصول کرتے ہیں۔ کیا یہ سب حکومتیں اور ادارے دین فروش ہیں اور یہودی منہ کے پڑے ہیں؟ کہنے لگا: نہیں وہ دین فروش تو نہیں البتہ وقت کی پابندی کی بخواد لیتے ہیں۔ میں نے کہا تو انہر مساجد اور مصلیٰ کے بارے میں بھی یہی مان لیں۔ کہنے لگا: نہیں وہ تو نماز کی ضروری لیتے ہیں۔ میں نے کہا: جب امام مسجد کسی دوسری جگہ کام کے لئے جاتا ہے تو وہاں وہ نماز پڑھتا ہے یا نہیں؟ کہنے لگا: یقیناً پڑھتا ہے۔ میں نے کہا: کیا وہ نماز کے بعد کھڑا ہو کر لوگوں سے حردوری مانگتا ہے کہ میں نے نماز پڑھی ہے، مجھے ایک سو روپے حردوری دو۔ کہنے لگا: نہیں میں نے کہا: صاف معلوم ہو گیا ہے کہ وہ نماز کی بخواد نہیں لیتا وقت کی پابندی کی بخواد لیتا ہے۔

فرقہ پرستی:

کہنے لگا: یہ مولوی فرقہ پرست ہیں اور فرقہ پرستی شرک ہے۔ کوئی حق ہے، کوئی شافی کوئی ناکی ہے، کوئی مصلیٰ، میں نے کہا: آپ تو پروفیسر ہیں، آپ کو تو اعجازی علم نہیں کہ یہ چاروں مذہب میں نہ کہ فرقہ۔ فرقے نظریات کے اختلاف سے بنا کرتے ہیں اور ان مذاہب میں عقائد و نظریات میں اتفاق ہے۔ صرف عملی راستے میں اجتہادی اختلاف ہے۔ یہ چار راستے ہیں اور چاروں راستوں کی منزل ایک ہی ہے، منزل محمدی ﷺ حدیث پاک میں نبی اقدس ﷺ نے فرمود کا ذکر فرمایا کہ جو نبی پاک ﷺ کی سنت اور اصحاب سے کہنے والے ہیں وہ فرماتے ہیں۔ جو نبی پاک ﷺ کی منزل سے ملانے والے ہیں وہ مذاہب ہیں۔ آپ پروفیسر ہو کر اتنی بڑی غلطی کر رہے ہیں کہ مذہب جو منزل سے ملانے والا ہے اور فرقہ جو منزل سے کانٹے والا ہے اس میں فرق نہیں جانتے۔ میں نے کہا کہ آپ نے ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی کی باتیں یاد کی ہیں، واللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی باتیں نہیں۔ صحت بولا میرا تعلق عثمانی صاحب سے ہی ہے۔

میں نے کہا پھر تو تو خود بھی فرقہ پرست ہے اور پکا مشرک ہے۔ اس نے امت میں سے دین سے ناواقف چند لوگوں کو ساتھ ملا کر ایک فرقہ بنا لیا۔ اب اس فرقہ بھی آگے چار پانچ فرقوں میں بٹ چکا ہے۔ کہنے لگے: چلو فرقہ ہی کسی مگر اس نے اپنے فرقے کا نام تو قرآن پاک سے دیکھ کر رکھا ہے (حزب اللہ)۔ میں نے کہا: یہ تو ایسا ہی جیسے مرزاہیوں نے شہر بسایا اور اس کا نام قرآن سے دیکھ کر "لویہ" رکھ لیا۔ حالانکہ نہ اس ربوے کا قرآن سے کوئی تعلق ہے نہ اس "حزب اللہ" کا قرآن سے واسطہ ہے۔

توحید:

وہ کہنے لگا کہ سب نبیوں کی تعلیمات کا پہلا سبق توحید تھا۔ عثمانی نے ساری عمر توحید پر کام کیا۔ کسی سرک پر نظر پڑی تو اس کا نام توحید روڈ رکھ دیا۔ کوئی محلہ دیکھا تو نام توحید مگر رکھ دیا، کوئی مسجد بنائی تو اس کا نام توحید مسجد رکھ دیا۔ میں نے کہا کیا نبی توحید کا کام ہے؟ اگر جہاں کام ہے توحید کام کسی نبی نے نہیں کیا۔ کسی نبی نے نہ کسی سرک کا نام توحید روڈ رکھا، نہ کسی محلہ کا نام توحید مگر رکھا اور نہ ہی کسی مسجد کا نام توحید مسجد رکھا۔ ہاں آپ عثمانی کے لڑچکر سے توحید، شرک، اسلام، کفر اور بدعت کی جامع مانع تعریف دکھادیں تو ہم ان پانچ تعریفوں کے دکھانے پر آپ کو پانچ براہ روپے انعام دیں گے۔ تعریف جامع مانع ہو اور مستند اور باحوالہ ہو۔ اب جتنے پڑے لکھے لوگ متحدہ اس کے سر ہو گئے کہ یہ تعریفات دکھاؤ؟ عمرہ کہاں سے رکھا؟ بہت پریشان ہوا۔ میں نے خود عثمانی سے یہ پانچ تعریفات پوچھی تھیں وہ بھی نہ کر سکا تھا۔ آخر تو کس بلغ کی مولیٰ ہے۔

دین داری:

کہتے تھے کہ میں تو عثمانی صاحب کی دین داری سے بہت متاثر ہوا ہوں، میں نے بھی اس کی زبان سے جھوٹ سنا۔ اس کی زبان سے بھی کسی کی برائی نہی۔ اس کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ اور حوالے آئے صحیح دین کو نوٹس دینا لگا دیتا میں نے کہا:

اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت
داکن کو ذرا دیکھ ذرا بیتہ تھا دیکھ
میں نے کہا کہ میں نے بھی اس کے لڑچکر کا مطالعہ کیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ میں آپ سے ان باتوں میں اتفاق نہیں کر سکتا۔ عثمانی لکھتا ہے:

(۱)..... اس (حدیث) میں محمد بن محمد بن العثمان بن حنبل کا تفر وہ ہے اور وہ منکر اللہ بیٹ ہے۔ امام ابن جوزی کہتے ہیں کہ یہ روایت موضوع ہے (میزان الاعتدال ص ۱۲۹، ج ۲، ص ۲۶۳) (حزب اللہ ص ۳۵) مگر افسوس کہ یہ بات میزان الاعتدال میں بالکل نہیں۔ لوگ پکا راٹھے کہ یہ جھوٹ ہوا۔

(۲)..... حزار میلہ صفحہ ۳۷ پر ہے: "اس میں محمد بن موسیٰ البصری کو کذاب اور دضاع (دودغ گو اور دواستیں) اپنی طرف سے بنانے والا" کہا گیا ہے۔

(۳)..... ابن عدی کہتے ہیں کہ محمد بن موسیٰ حدیث بنا تا تھا۔

(۴)..... ابن حبان کہتے ہیں کہ اپنی طرف سے رواستیں بنا تا تھا۔

(۵)..... اور اس نے ایک ہزار سے زیادہ حدیثیں گھڑی ہیں (میزان الاعتدال ص ۱۳۱، ج ۲، ص ۲۵۵) یہ پانچوں باتیں میزان الاعتدال میں نہیں ہیں۔ لوگ حیران تھے کہ ایک ہی سانس میں پانچ جھوٹ تو پڑے پڑے اٹھائے۔

(۶)..... حزار میلہ ص ۳۶ پر ہے: اس روایت میں محمد بن مروان کا تفر وہ ہے اور:

۱..... محمد بن مروان متروک اللہ بیٹ ہے۔

۲..... جریر کا کہنا ہے کہ محمد بن مروان کذاب ہے۔

۳..... عقیلی کا قول ہے کہ ابن نمیر کہتے ہیں کہ محمد بن مروان الکلی کذاب ہے۔

۴..... امام نائی اس کو متروک اللہ بیٹ کہتے ہیں۔

۵..... صراح کہتے ہیں کہ وہ رواستیں گھڑتا تھا۔

۶..... ابن حبان کہتے ہیں کہ وہ ان لوگوں میں سے ہے جو موضوع روایات بیان

کرتے ہیں (ایمان الاسلام ج ۳ ص ۱۳۲، ج ۴ ص ۳۳) یہ سچ کی سچ باتیں ہیں اور
الاحدال میں نہیں ہیں۔ لوگ یہ بیان تھے کہ جہت میں اتنی ترقی۔ اب تو پروفیسر صاحب
بت بنے بیٹھے تھے۔ نہ ہاں نہ ہوں۔

زبان کی شگفتگی:

میں نے کہا کہ کہنے کو تو عینی نے لکھا ہے کہ شریعت کی بنیاد جس طرح تین
چیزوں پر ہے قرآن، حدیث اور اجماع۔ اس کے بعد کہیں قیاس کا نہر آتا ہے (ایمان
خالص ص ۳۲، ج ۱) یعنی وہ اجماع کو شریعت کی بنیاد مانتا ہے۔ اب دیکھئے جن بزرگوں
کے کامل اولیاء اللہ ہونے پر امت کا اجماع ہے ان کے بارے میں وہ کسی زبان استعمال
کرتا ہے۔ حضرت ابراہیم بن ادنم ۱۶۲ھ، حضرت راجہ بصری ۱۸۵ھ، تیسری صدی ہجری
کے حضرت معروف کرشی ۲۰۶ھ، حضرت ذوالنون مصری ۲۳۵ھ، حضرت سری سقطی
بغدادی ۲۵۹ھ، حضرت باہزیہ بطلانی ۳۶۱ھ، حضرت ابو عبد اللہ ترمذی ۲۸۵ھ، چوتھی
صدی کے حضرت ابو یوسف شیبلی ۳۳۳ھ، پانچویں صدی کے حضرت علی بن جریر المعروف ہاد
مخنف بنس لاہوری ۳۶۵ھ، حضرت ابو اسامیٰ بن بردی ۳۸۱ھ، چھٹی صدی ہجری کے امام
غزالی ۵۰۵ھ، حضرت عبد القادر جیلانی ۵۶۱ھ، حضرت احمد رضا ۵۷۸ھ، ساتویں
صدی کے خواجہ معین الدین اجمیری چشتی ۶۳۳ھ، خواجہ مخنیف کا ۶۳۴ھ، خواجہ فرید
الدین گنج شکر ۶۷۵ھ، مولانا جلال الدین رومی ۶۷۵ھ، آٹھویں صدی کے خواجہ نظام
الدین اولیاء ۷۲۵ھ، امیر حسن بن علاء بخاری دیوبلی المعروف خواجہ حسن دہلوی ۷۳۶ھ،
نویں صدی کے شاہ دار ۸۵۵ھ، شاد دینا گندوی ۸۷۰ھ، خواجہ باقی باللہ ۱۰۱۲ھ، حضرت
شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۱۰۵۲ھ، حضرت مجدد الزما ۱۰۳۳ھ، شاہد ابراہیم ۱۱۳۱ھ،
شاہ ابوالرحمہ ۱۱۰۰ھ، شاہ ولی اللہ ۱۱۷۶ھ، شاہ عبدالعزیز ۱۲۳۹ھ، شاہ اسماعیل شہید
۱۲۳۶ھ، سید احمد شہید ۱۲۳۶ھ (وغیرہم)۔ یہ سارے حضرات جن کا ادب و ذکر کیا گیا ہے
دین احمدی کے علم بردار تھے۔ (جس کا بانی عبد اللہ بن سبا یعنی یہودی تھا۔ (ایمان خالص

ص ۸۴) آج جو دین اسلام کے نام سے دنیا میں پایا جاتا ہے وہ انہی حضرات کا ایجاد کردہ
ہے۔ قرآن وحدیث کے دین سے بالکل الگ۔ تیسرے متاز، دین یسوی کی بجائے دین
خدائی۔ (ایمان خالص ج ۱ ص ۸۵) دیکھئے ان سب حضرات کے بارے میں صاف لکھ
دیا ہے کہ ان لوگوں نے اسلام کے نام سے جو دین پیش کیا وہ قرآن وحدیث کا دین نہیں
تھا۔ اللہ، رسول کا دین نہیں تھا بلکہ یعنی یہودی عبد اللہ بن سبا کا ایجاد کردہ دین تھا۔ یہ
حضرات اپنے آپ کو خدا کے بندے نہیں سمجھتے تھے بلکہ معاذ اللہ خود اور فرعون کی طرح
اپنے آپ کو خدا کہلاتے تھے اور لوگ ان کو خدا مانتے تھے۔ اس پر لوگ بہت مشتعل ہو گئے
کہ ان بزرگوں نے اس عالم کا کیا کیا ڈاٹھا کہ ان کو یہودی اور فرعون جیسا کہہ رہا ہے۔
اگر ہم اسے یہودی اور فرعون کہیں تو تم برداشت کرتے ہو۔ میں نے بتایا کہ عینی کے
مرنے سے صرف چند دن پہلے اس بات پر مشتعل ہو کر چند بائبلتوں جو انہوں نے ہال
میں لاہور میں اس کی ٹھکانی کی تھی۔ وہ پنجاب کا دورہ کینسل کر کے واپس کراچی گیا اور
ٹھیک چند روزوں میں اپنا حساب کتاب دینے کے لئے لایا گیا۔ کیا یہ زبان درازی نہیں؟
اُسوی کہ آپ اس کی زبان کی پاکیزگی کے قصیدے پڑھ رہے ہیں۔ اب وہ صاحب تو
ایسے تھے کہ ان کو تو بدن میں نہیں آتا۔ مگر اس کے دو ساتھی اور آج کے ایک وکیل صاحب
تھے اور ایک ڈاکٹر صاحب، ان کے پیچھے ایک صاحب آئے جو داڑھی دسلے تھے اور
جول ان کے اوہ ان کے فرقہ پرست، دین فروش مولوی صاحب تھے۔

عینی اور قرآن:

وہ فرقہ پرست کہنے لگے کہ عینی نے قرآن کی تعلیمات کو عام کیا۔ میں نے کہا میں
نے تو خود عینی کو کہا تھا کہ تو قرآن کو نہیں مانتا۔ وہ اس پر بہت مجزا، میں نے قرآن پاک
کی آیات پیش کیں جن میں قبر کا ذکر تھا لا نسقم علی قبرہ آپ اس مناقب کی قبر پر
کفر سے نہ ہوں۔ آپ میں یقیناً اسی گڑھے پر کھڑے ہونا چاہتے تھے میں نے کہا
قرآنی آیات اود احادیث متواترہ میں اسی گڑھے کو قبر کہا گیا ہے جس میں میت کو دکھا جاتا

ہے۔ صحابہ نے جتنے باب باندھے اس پر کسی نے ہاتھ نہ دیا۔ فقہاء نے قبر کے جتنے مسائل بیان کئے وہ اسی قبر کے بیان کئے۔ مگر عشائی نے قرآن کو ماننے نہ ادا دیتے تھے اور نہ مہرین اور فقہاء کے احکام کو۔ وہ کہتا ہے کہ قبر جسم مثالی کو کہتے ہیں (عذاب بزرگ ص ۹۱۲)۔ آپ قرآن پاک کی ایک آیت پر ہمیں کہ اللہ تعالیٰ نے جسم مثالی کو قبر فرمایا ہو۔ صرف ایک صحیح حدیث پر ہمیں کہ آنحضرت ﷺ نے جسم مثالی کو قبر فرمایا ہو۔ آپ تو فرقہ پرست و داعی بائیں جھاک رہا تھا۔ میں نے کہا تم بھی منکر قرآن ہو اور عشائی بھی منکر قرآن تھا۔ میں نے کہا میں نے خود عشائی سے یہ کہا تھا کہ میں تیرے لڑکچہ سے ثابت کرتا ہوں کہ تو کتاب و سنت کا منکر ہے۔ اس موضوع پر مجھ سے ستائش و کرلو۔ مگر عشائی کا یہ حال تھا کہ:

زمیں جہد نہ جہد گلِ محمد

رسولوں کا انکار:

میں نے ان چاروں سے کہا کہ مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے سب صحیح رسولوں پر ایمان لانا شرط ایمان ہے۔ قرآن و سنت اس پر شاہد ہیں اور عشائی کہتا ہے کہ صرف ایک رسول (محمد ﷺ) پر ایمان رکھنا چاہئے۔ باقی رسولوں پر ایمان نہیں رکھنا چاہئے۔ لوگ اور وہ چاروں بھی کہنے لگے کہ یہ بات تو چاہیے سے جاہل مسلمان بھی نہیں کہہ سکتا ہے یا بالکل جھوٹ ہے عشائی۔ نے کہیں یہ نہیں لکھا نہ بھی کہا۔ میں نے کہا عشائی نے تو اپنے فرقے کی بنیاد اسی لئے رکھی۔ وہ کہتا ہے کہ باقی لوگ احمق و ابلہ اللہ و رسولہ کی بجائے احمق و ابلہ اللہ و رسولہ کی تلقین کرتے ہیں لیکن ہم اس کو صحیح نہیں سمجھتے (ادوۃ اللہ ص ۱۲۵)۔

سب کہنے لگے کہ یہ تو صاف قرآن کا انکار ہے۔ وہ فرقہ پرست کہنے لگا کہ تم لوگ ایسی حدیثیں ماننے ہو جن کے راوی کذاب ہیں۔ عشائی نے ہمیں جھوٹوں اور کذابوں سے بچا لیا۔ میں نے کہا کہ تم جو قرآن پڑھتے ہو وہ قاری فصیح کی روایت

ہے۔ کہنے لگا جنگ میں نے کہا عشائی تو کلمہ کیا ہے کہ وہ کذاب، وضاع، جھوٹی روایتیں بنانے والا کذاب تھا (حرار ص ۳۵) جو خدا تعالیٰ کے رسول پر جھوٹ بولتا رہتا تھا کیا وہ خدا پر جھوٹ نہیں بول سکتا؟ پھر اس قرآن کا تم کیسے اعتبار کرتے ہو جس کا راوی قادی فصیح نبی پاک ﷺ پر بار بار جھوٹ بولتا تھا۔ اسی لئے عشائی اس کو کذاب اور وضاع کہتا ہے۔ سب لوگ کہنے لگے کہ بات تو صاف ہو گئی کہ اگر عشائی سچا ہے تو قرآن صاف اللہ جہوتا ہے اور اگر قرآن سچا ہے اور یقیناً سچا ہے تو عشائی یقیناً جھوٹا ہے۔ اس پر چار نوجوان خاموشی سے اٹھے اور باہر نکل گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ واپس آئے تو ان کے ہاتھ میں لفافے تھے۔ جن میں عشائی کا لڑکچہ تھا وہ کہنے لگے کہ ان رسالوں میں ہمیں یہ حوالے لکھا دیں۔ ہم تو ان رسالوں کو بڑی محبت سے پڑھتے تھے کہ ان میں قرآنی تعلیمات ہیں۔ اب پتہ چلا کہ یہ عشائی تو قرآن کا منکر بلکہ دشمن ہے۔ اب ہم انشاء اللہ بھڑوان کی حقیقت لوگوں پر واضح کریں گے اور اب انشاء اللہ بھڑوان ہمارے علاقے میں تو یہ لڑکچہ تقسیم نہیں کر سکیں گے۔ اس وقت ان چاروں کی حالت وہی تھی۔ وہ ہمارے کے لئے بار بار اٹھتے تھے مگر لوگ ان کو کچڑا بننا لیتے تھے اور کہتے تھے کہ آج تک ہم آپ کی ایک طرف باتیں سننے رہے۔ وہ دو کا دو اور پانی کا پانی تو آج ہو رہا ہے۔

احادیث اور عشائی:

اس فرقہ کے دکا غار سے لنگران کے فرقہ پرست وین فروغ پٹیشا ایک سب کی لوگ زبان پر یہودیوں والی آیتیں ہوتی ہیں اور وہ مسلمانوں پر پڑھ پڑھ کر بڑے خوش ہو جتے ہیں اور اسی کو یہ جہاد کی سبیل اللہ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ انکی اپنی حالت ان سے بھی بدتر ہے۔ قرآن پاک نے یہودی کی ایک بد عادت کا ذکر کیا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے سچے نبیوں کی صرف ان باتوں کو ماننے تھے جو ان یہودیوں کی نفسانی خواہشات کے مطابق ہوتی تھیں اور حضرات انبیاء علیہم السلام کے ارشادات اگر ان کی خواہشات نفسانی کے خلاف ہوتے تو بالکل نہ ماننے بلکہ ان پاک اور معصوم نبیوں کو شہید تک جگہ گزرتے

تھے۔ بالکل یہی حال مثنیٰ کا ہے کہ اگر کسی حدیث سے مراد قادیانی کی طرح تعلق مطلب نکال کر اپنی کسی غلط بات کی تائید کر سکتا ہے تو اس کی سند بھی منصف کیوں نہ ہو اس حدیث کو پورے دھڑلے سے پیش کر دیتا ہے اور اگر کوئی حدیث اس کے منکر ہے ہوئے عقیدوں کے خلاف ہو تو وہ اگرچہ مشہور بلکہ متواتر ہی کیوں نہ ہو اس کو اس بے دردی سے شہید کر دیتا ہے کہ یہودی داروغے بغیر نہیں رو سکتے۔

دم اور تعویذ دنیاوی طریق علاج ہیں:

(۱)..... جس طرح طلال و داجاز اور حرام متواتر ہے اور کسی دوا کا نام قرآن وحدیث میں ہوا ضروری نہیں جیسے خیرہ بیان، اسے ہی دوا وغیرہ کا نام نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں مگر ان کا استعمال بالکل جائز ہے، کوئی حامل سے حامل بھی اس کے استعمال کو شرک اور بدعت نہیں کہتا، اسی طرح دم اور تعویذ کی مہارت درست ہوتا درست ہے، غلط ہوتا غلط ہے۔ اب مثنیٰ کی مطلب پر کسی کی داد دیجئے کہ تعویذ کے بارے میں الوداد شریفؒ کی ایک حدیث کا انکار کرنے کے لئے اپنی کتاب تعویذات اور شرک (ص ۶) میں ایک راوی محمد بن اسحاق کو کذاب اور دجالوں میں سے بڑا چالاک لکھا ہے۔ حالانکہ یہ دنیاوی طریق علاج کا مسئلہ ہے نہ کہ عقائد کا اور آنحضرت ﷺ کا ارشاد مگر انی انتم اعلم بما سورد دنیاکم (مسلم) ہی اس کے لئے کافی ہے مگر جب ضرورت پڑی تو عقائد کے مسئلہ میں بھی شہداء کی رو میں ہزار ہندوں میں ہوتی ہیں (الوداد) کی ہی حدیث کو پیش کر دیا جو حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے اور اس کی سند میں ابی راوی محمد بن اسحاق ہے۔ دیکھو شہداء جنت میں زندہ ہیں (ص ۲) الوداد میں انہی عباسؓ کی حدیث کی سند یوں ہے: "حدثنا عثمان بن ابي شيبة نا عبد الله بن ابراهيم عن محمد بن اسحاق عن اسحق بن اسفل بن أمية عن ابي الزبير عن سعيد بن جبير عن ابن عباس" (الوداد باب فضل الشهادة في الجهاد ص ۳۴۶)۔ یہ دیکھ کر سب کہنے لگے کہ یہ خدا پرستی تو نہیں ہے اور واقعی یہودیوں والی عادت ہے کہ جو حدیث نص کو

ابھی لگی مان لی اور دوسری کو ذبح کر ڈالا۔

(۲)..... حدیث پاک میں ہے کہ جب میت کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو اس کے جسم میں روح لوٹائی جاتی ہے (احمد۔ ابوداؤد)۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ سوال کے وقت بدن میں روح کے لوٹنے جانے کی حدیث کو ابن تیمیہؒ نے متواتر کہا ہے (المجمع المبرر ص ۹۸) حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ بھی فرماتے ہیں: "اعادة الروح الى الجسد في قبره حق" یعنی قبر میں روح کا جسم کی طرف لوٹنا واجب ہے۔ (فتاویٰ کبیر ص ۲۹) اب اس متواتر حدیث کے خلاف مثنیٰ کی راوی بھی من نہیں لگتا ہے "دنیاوی قبر میں عذاب قبر کا اثبات حیات فی القبر کے ہم معنی اور قبر پرستی کے شرک کی اصل اور بنیاد ہے۔ اس لئے شیطان نے اس مسئلہ میں اس وقت کے نبی ﷺ کی میت سہار کر ابھی دفن بھی نہ ہوئی تھی کہ امت کے دوسرے قبر کے بزرگ ترین ولی عمر بن خطابؓ کو قبر پرستوں نے کی کوشش کی تھی۔ اللہ کا کریم ابو بکر صدیقؓ نے دشمن ایمان کے اس دلو کو اسی برائے دیا اور پھر دوسریوں تک اس کی ایک نہ مل سکی۔ پھر دوسریں جبری کے مسئلہ خلق قرآن کے بہرہ ردام احمد بن حنبلؒ پر اس کا وار ہوا۔ انہوں نے وہ تاب نہ لا سکے۔ اب ان کی شہرت اور بے پناہ عقیدت کے سہارے اس ازلی دشمن کو قبر پرستی کے شرک کی بنیاد کو "معرنے والا دنیاوی قبر میں زندہ ہے" امت کے عقیدہ میں داخل کرنے اور قائم رکھنے کا موافق مل گیا۔ پھر دنیا کی لٹی اور آخرت بھی برباد ہو گئی۔ اور آج ہر طرف شرک و کفر کے سیاہ سائے راج کر رہے ہیں (مطالعہ بروز ص ۲۶)۔ آپ یقیناً مثنیٰ کے تابع کی صفائی کی راویوں کے کہے کہ متواتر حدیث کے مضمون کو کفر اور شرک قرار دیا مگر احمد بن حنبل کا قول قرار دے کر اور ساری امت کو کافر، مشرک قرار دے دیا کہ یہ نبی پاک کو نہیں مانتی۔ امام احمد کی امت ہے اور شیطان جو حضرت عمرؓ کو دیکھ کر بھاگ جاتا تھا، مثنیٰ نے اس کی ایسی پیڑھ ٹوکی کہ اب وہ حضرت عمرؓ سے بھاگنے کی بجائے حضرت عمرؓ کو کفر پرستہ لگ گیا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ۵۸ھ میں وصال فرمایا تو وصیت فرمائی کہ میرے لڑکے کے بعد میری قبر کے قریب کچھ دیہاتیں بنانا کہ میں مانوس رہوں (مسلم)۔ ظاہر ہے یہ تعلیم امام احمد بن حنبل کی تو نہیں ہو سکتی، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ہے۔ مگر عثمانی کے تہذیب و تمدن کے لئے "وفات سے چاروں پہلے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بیماری کی وجہ سے بجزائی کیفیت طاری ہو سکتی ہے تو کیا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ پر اس وقت کہ جب وہ عین سکرات کی حالت میں ہوں طاری نہیں ہو سکتی؟ اور وہ ایسی بات نہیں کہہ سکتے کہ اگر پورے ہوش و حواس میں ہوتے تو کبھی نہ کہتے (غلاب برزخ ص ۲۹)۔ یہاں تو اب ہم یہی کہہ سکتے ہیں:

لکے ہو منہ چڑانے دینے دینے گالیاں صاحب

زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجئے وہن بگڑا

(۳)..... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "الانبیاء احياء فى قبورهم يصلون" حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ یہ عقیدہ قرآن پاک میں مذکور آیات حیات شہداء سے بسلا لالۃ النص اور اس معنا متواتر حدیث سے جہادہ اخص ثابت ہے۔ امام سیوطی اس حدیث کو متواتر فرماتے ہیں۔ امام سہابی اس پر اجماع نقل کرتے ہیں۔ علامہ شامی جس کے حوالے عثمانی بھی دیتا ہے فرماتے ہیں: انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں (ص ۳۶۶ ج ۳) اور عثمانی کہتا ہے کہ عقیدہ حیات الہی شرک کی جڑ ہے۔ گویا قرآن نے شرک سکھایا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک پھیلایا، امت نے شرک پر اجماع کیا۔ خدا کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ قرآن، حدیث متواتر اور اجماع کے خلاف عثمانی کی بے اصل راہنمائی پر ہی غائبانہ سب سے یہ کہہ دیا جاتا:

پاپاں نہیں جدال کا انصاف شرط ہے

بے اصل بات اشتر کریں کا شرط ہے

(۴)..... حضرات انبیاء کریم سے بڑھ کر کون تو حید شناس ہو سکتا ہے۔ آنحضرت

نے خود ایک جاننا کو وسیلہ سے دعاہ مانگنے کی تعلیم دی (مسند احمد ص ۱۲۸ ج ۳، ترمذی ص ۱۹۸ ج ۲، ابن ماجہ ص ۱۰۰، مستدرک حاکم ص ۳۱۳ ج ۲ وغیرہ) علامہ شامی جن کے جاہل عثمانی حوالے دیتا ہے فرماتے ہیں: امام حنبل نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تو سب مستحق ہے۔ اس کے بغیر ابن تیمیہ کے سلف خلف میں کسی نے انکار نہیں کیا۔ اور ابن تیمیہ نے یہ ایک ایسی بدعت گھڑی ہے کہ ان سے پہلے کسی عالم نے یہ بات نہیں کی (شامی ص ۳۵۰ ج ۵) مگر عثمانی نے ایک سال "بے طیلے کا شرک" لکھ کر ساری امت کو مشرک بنا دیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ مشرک کر۔ لیکن عثمانی کا ہماروں والا کمال ہے کہ اس نا دنیا والی حدیث کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے لکھ دیا کہ اس حدیث کا راوی ابو جعفر ہے جسکو امام مسلم و شاخ (حدیثیں گھڑنے والا) بتاتے ہیں۔ امام نووی اور امام احمد بھی اس کو وضاح کہتے ہیں (حزار پیلے ص ۲۷)۔ جس راوی کو ان حضرات نے جھوٹا حدیث بنانے والا لکھا ہے اس کا نام عبد اللہ بن مسعود بن ابی جعفر المدائنی ہے۔ اگر عثمانی پارٹی اس حدیث کی سند میں یہ مکمل نام صراحت کے ساتھ دکھا دے تو ہم ایک لاکھ روپے انعام دیں گے۔ ہم مستدرک حاکم ص ۳۱۳ ج ۲، مسند احمد ص ۱۲۸ ج ۳، عمل الیوم و الطبیعة ص ۲۰۲ اور ترجمہ صیغہ ربانی ص ۱۰۴ پر دکھاتے ہیں کہ یہ ابو جعفر الطیعی ہے جو بالکل شہ ہے۔ مگر عثمانی کو مسلمانوں کو مشرک کہنے کا اتنا شوق ہے کہ راوی ہی بدل دیتا ہے۔

عیسائی و نہایت:

حضرت عیسیٰ خدا کے بچے نبی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی سچائی ثابت کرنے کے لئے ان کے ہاتھوں پر معجزات ظاہر فرمائے۔ وہ ہاتھ پھیرتے تو زور زائد اندھا جاننا ہو جاتا، کوڑی تھوڑت ہو جاتا، مقم باذن اللہ فرماتے تو مردہ زندہ ہو جاتا وغیرہ۔ یہودیوں اور مرزائیوں نے تو ان معجزات کا یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ایسا ہر ہی نہیں سکتا۔ بالکل اسی طرح عثمانی نے کرامات کا یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ یہ ہر ہی نہیں سکتا۔ ہم یہودیوں،

